پروفیسر انور مسعود: مزاحیہ شاعری کا ایک عظیم نام

Professor Anwar Masood: A Prominent Figure of Humerious Poetry

زاہد مجید امجد، پی ایچ ڈی اردو اسکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Zahid Majid Amjid, PhD Urdu Scholar, Dept. of Urdu, GC University, Faisalabad

ڈاکٹر میمونہ سبحانی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Dr. Memona Subhani,Assistant Professor, Dept. of Urdu, GC University, Faisalabad

Abstract

In the field of Urdu poetry the name of Prof. Anwar Masood is a guide line for the new comers. Prof. Anwar Masood's poetry especially such poetry comprises humor, satire and irony is the symbol of his excellence and of the greatest quality. The draw backs of civilization and society are the major topics of his poetry. Qatah Nigari (Stanza writing) is the specialty in his poetry. The use of stanza writing in satire and journalism has added its significance Prof. Anwar Masood's style is matchless. He has written some classic parodies. Its significance showed the social issues in Anwar Masood's Poetry.

Key Words: Comprises, Draw Back, Parodies, Civilization, Significance

کلیدی الفاظ: مشتمل ہونا، خامیہ ، تحریفات، تہذیب ، اہمیت۔

پروفیسر انور مسعود(۸نومبر ۱۹۳۵ء) اردو کے مقبول ترین مزاحیہ شاعروں میں شمار ہوتے ہیں انور مسعود کی مقبولیت کی وجہ ان کا طنزیہ مزاحیہ کلام ہے ان کی تحریریں مزاح سے لبریز نظر آتی ہیں انور مسعود نے بہت لکھا ہے غزل کی صنف میں بھی ان کے مزاحیہ اشعار ادو پنچ کے شماروں میں شائع ہوئے ہیں انور مسعود کا حقیقت پسندانہ اور عوامی انداز ان کا رشتہ عوام کے ساتھ جوڑتا ہے ان کے اشعار عوامی سوچ اور امنگوں کے ترجمان ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان میں ہر شخص کو اپنی

کہانی نظر آتی ہے کلیم اختر کا ان کے بارے میں کہنا ہے :

"انور مسعود (۸نومبر ۱۹۳۵ء)ہمارے عہد کا نظیر اکبر آباد ی ہے ۔۔۔۔۔انور مسعود نے اردو اور پنجابی دانوں زبانوں میں طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عام بول چال کو اگر احساس اور جذبہ میں رنگ دیا جائے تو شاعری کا حسن و جمال نکھر جاتا ہے۔۔۔۔۔ انور مسعود معاشرہ کی عکاسی اس خوبی اور حقیقت بیانی سے کرتے ہیں کہ سننے اور پڑھنے والا دونوں بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ گویا یہ میرے بھی دل میں تھا۔" (۱)

انور مسعود(۸نومبر ۱۹۳۵ء) کی شاعری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی مزاحیہ شاعری کثیر الجہتی ہے عام طور پر دو معنوی سطحیں انور مسعود کی شاعری میں ہوتی ہیں اور غزل تو ویسے بھی رمزو ایما اور اشارات میں بات بیان کرتی ہے یہاں ان کا یہ فن اور بھی پر معنی ہو جا تا ہے ان کے مزاحیہ اشعار کے عام معنی مسکرانے اور بعض اوقات قہقہہ لگانے پر مجبور کرتے ہیں لیکن جب پڑھنے والے کی نظر خاص معنی پر پڑتی ہے تووہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور آفاقی مزاح کی یہی خوبی ہوتی ہے کہ اس کی بنیاد کسی کرب اور دکھ پر رکھی گئی ہوتی ہے بالائی سطح مزاح برائے مزاح نظر آتی ہے لیکن زیرین سطح پر مزاح کے بڑے مقصد کو ظاہر کرتی ہے۔ انہوں نے معاشرے میں رونما ہونے والے واقعات سے منافقت کا نقاب اتار پھینکا ہے انہیں غلط روایات کا بھونڈا دفاع پسند نہیں انور مسعود تو حقیقت کو بیان کرتے ہیں ذیل میں ان کی غزل کے اشعار دیکھیے

باز اپنی جفا سے ستم ایجاد نہ آیا
حالانکہ اسے شیوۂ بیداد نہ آیا
کالج میں ہیں خالی کبھی بنچیں کبھی کرسی
شاگرد اگر آئے تو استاد نہ آیا
سچ بات کہوں گا غم دوراں کی قسم ہے
یاد آیا ہمیں پر وہ بہت یاد نہ آیا (۲)

ان کے اشعار سے ان کی حقیقت پسندانہ سوچ کا واضح اظہار ہوتا ہے ان

کی غزل کا لہجہ دھیما مگر نہایت پر اثر ہے معاملات زندگی کا بیان ہو چاہے معاملات عشق کاو ہ حقائق سے چشم پوشی نہیں کرتے یہی ان کے مزاح کی کامیابی کی دلیل ہے معاشرے کی مضحکہ خیز حالتوں کی عکاسی انفرادی رویوں کی منافقت ، خود غرضی، ظاہر کرنے کیلئے ان کی زبان اگرچہ متانت آمیز ہے تاہم مناسب حال ہے مندرجہ ذیل اشعار میں ان کی قادر کلامی کے ساتھ ان کے سماجی اور تہذیبی شعور کا اندازہ ہو سکتا ہے

ان کا رتبہ دکان میں کچھ ہے
بس کسی مرتبان میں کچھ ہے
شکل ہر حسب مقام زیور کی
ناک میں کچھ ہے کان میں کچھ ہے
وہ جو اٹکے ہوئے کجھور میں ہیں
مان لیں آسمان میں کچھ ہے
انور دل کو کھینچتا جائے
تیرے طرز بیان میں کچھ ہے(۳)

انور مسعود کی طبع ضرورجواں خوش کن اور مزاح سے لبریز ہے لیکن ان کا شعر سننے کیلئے جگر کو تھام کر بیٹھنا پڑتا ہے کہ کلیجہ چھلنی کر دینے والے طنز کے تیر کسی بھی لمحہ سامع کے دل سے پار ہونے کا خدشہ بہرحال موجود رہتا ہے خوش و خرم دکھائی دینے والے اس عبقری کا دل قوم و ملک کے درد سے ٹوٹ جاتا ہے اور یہ ضروری ہے بھی نہیں کہ ہر خوش مزاج اندر سے دل فگار نہ ہو اس کی کئی وجوہات ہوتی ہیں ایسا شخص اپنے ماحول میں پائی جانے والی ناہمواریوں سے نفرت کرتے ہوئے ان کو سرعام عریاں کر کے لوگوں کو ان کی اپنی تصویر دکھاتا ہے جن پر لوگ پہلے ہنستے ہیں اور پھر پشیمان ہو کر اپنے گریبانوں مین جھانکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں

بقول فرمان فتح پوری(۲۶جنوری۱۹۲۶ء تا ۱۳اگست ۲۰۱۳ء)

" سماجی ناہمواریوں اور نا انصافیوں کو طنز و مزاح کا ہدف بنانا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہدف بنانے والوں کو نظر میں یہ چیزیں نا پسندیدہ ہیں ان سے اسے تکلیف پہنچتی ہے جو انہیں دیکھ دیکھ کر کڑھتا ہے ان سے نفرت کرتا ہے اور جو لوگ نا

ہمواریوں اور نا انصافیوں کو شکار ہیں ان سے ہمدردی رکھتا ہے ان کے دکھ کا مداوا کرنا چاہتا ہے لیکن جب عملاًایسا نہیں کر پاتا جو اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر نے کیلئے کبھی ان چیزوں کا مذاق اڑاتا ہے کبھی ہجو ملیح کا نشانہ بناتا ہے اور کبھی طنز و مزاح کے نشتر توڑتا ہے کہ اس کی نگاہ میں سماجی ناہمواریوں سے نپٹنے کی یہ بھی ایک کارگر صورت ہے اس صورت گری کی بنیاد اگر غم وغصہ یا حقارت و نفرت پر ہوئی تووہ ریختی ہجونگاری و فحش گوئی کا روپ دھار لیتی ہے اور اگر اس کی بنیاد ہمدردی و غم خواری اور چارہ گری و دم سازی پر ہوئی تو وہ شائستہ و معیاری ادب کا جز و بن کر معاشرے کے حق میں مستقل وسیلہ اصلاح وتعمیر بن جاتی ہی۔"(۴)

مزاح انور مسعود کے مزاح کا جزو خاص ہے شعری محافل میں اپنے چہرے سے خوش و خرم اور بذلہ سنج دکھائی دینے والے اس شخص کی باتیں ادبی میلے لوٹ لیتی ہیں بچے بوڑھے اور نوجوان مرد وخواتین یکساں طور پر اس منفرد مزاح گو شاعر کی شاعری سے محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔انور مسعود کا ہررنگ صر ف محافل کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ نجی ملاقوں میں ہی ان کی خوش بیانی اپنی مثال آپ ہے۔

جب انور مسعود مشاعرہ پڑھتے وقت یہ کہتا ہے کہ میں عوامی آدمی ہوں اس لئے پبلک بسوں میں سواری کرتا ہوں ایک مرتبہ بس میں ایسی ہی بھیڑ میں ایک آدمی اپنے بازو کو کھجلاتا ہے تو دوسرا اس سے کہتا ہے بھائی جی ! "ایہہ میری بانہہ جے -" انور مسعود کا یہ واقعہ سنانا ایک طرف ہنسی کا باعث ہے دوسری طرف عوام کے اس پورے طبقے کی نمائندگی کرتا ہے جو تمام عمر ترقی اور آرام کے خواب دیکھتے ہوئے قبر کی دہلیز تک پہنچ جاتے ہیں گاڑیوں کے یہ دھکے ان سب مسائل کی عکاسی کرتے ہیں جو پیدائش سے ان کا مقدر ہوتے ہیں بات صرف غور کرنے کی ہے کہیں منی بس ہمارا معاشرہ تو نہیں جس میں کچھ لوگ بڑی تمکنت سے نشستوں پر براجمان ہیں اور زیادہ تر سروں کو جھکائے دروازوں پر لٹکے اختتام سفر کے منتظر ہیں نشستوں پر گردنیں اکڑائے بیٹھنے والے غنودگی کا شکار ہیں اور ایک پاؤں پر بمشکل کھڑے ہونے والے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں اور اس حقیقت

سے بے خبر ہیں کہ سب ٹانگیں اور سب بازو اسی ایک طبقے کے ہیں جن کیلئے بیٹھنے والوں میں سے کوئی بھی نشست خالی نہیں کرتا۔" اے مرے ہم سفر تو میں ہے اور میں تو ہوں" اسی پسے ہوئے محنت کش و مزدور طبقے کی بالادستوں سے خطاب نہیں تو اور کیا ہے۔

حجابات من و تو اٹھ گئے ہیں اس وسیلے سے
بڑی وحدت میسر ہے خدا سے اور کیا مانگیں
منی بس میں مرے اے ہم سفر تو میں ہے میں تو ہوں
تری ٹانگیں مری ٹانگیں، مری ٹانگیں تیری ٹانگی(۵)

انور مسعود صرف ہنساتا نہیں بلکہ خون کے آنسو رلانے میں بھی وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ان کی ظرافت میں طنز اس طرح پوشیدہ ہے جیسے شکر میں لپٹی کونین کی کڑوی کسیلی گولیاں ہوں اصلاح اور معاشرتی سدھار انور مسعود کی تمنا اور منزل ہے وہ طنز کو ظرافت کا لبادہ پہنا کر عالمی سفاکی، قومی تنزل، معاشرتی بے حسی، تعلیمی پسماندگی اخلاقی بے راہ روی ، اقتصادی ناانصافی وغیرہ پر جرات وبے باکی سے ایسے شائستہ وار کرتے ہیں کہ سانپ بھی مر جاتا ہے اور لاٹھی بھی سلامت رہتی ہے ان کے فن کے ایسے معجزے ہمارے نصاب میں شامل ہوکر طنز و مزاح کی حرمت کو مالا مال کئے ہوئے ہیں اور ہنسنے ہنسانے کا یہ عمل طنز و مزاح کا معیار ٹھہرتا ہے جس کو محققین نے وضع کیا ہے۔

> " ہنسنے ہنسانے کا یہ عمل صرف وقتی خوش طبعی اور بے ضرر دل لگی تک محدود ہو تو عموما اسے ظرافت کا نام دیا جاتا ہے لیکن جب اس ظرافت کی تہ میں شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی دل آزارانہ یا اصلاحی مقصد پوشیدہ ہو تو اسے طنز سے موسوم کرتے ہیں یہی سماجی و معاشرتی ناہمواریاں اور بے اعتدالیاں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے جب ہمدردانہ شعور اور فنکارانہ طرز اظہار کے ساتھ شاعر یا ادیب کے ہاتھوں نثر یا نظم میں ظہور پذیر ہوتی ہے تو ادبی شاہکار بن جاتی ہے۔" (۶)

انور مسعود کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری زیادہ تر تین شعری اصناف کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ملتی ہے یہ تین اصناف قطعہ ،نظم اور غزل ہیں ان تینوں میں

سے جس صنف میں ان کا سب سے زیادہ شعری سرمایہ موجود ہے وہ قطعہ ہے

پروفیسر انور مسعود کے بارے میں سید ضمیر جعفری (یکم جنوری ۱۹۱۶ء تا ۱۲ مئی ۱۹۹۹ء) اپنے مخصوص انداز میں لکھتے ہیں:

"پروفیسر انور مسعود اردو اور پنجابی کے ممتاز شاعر ہیں فارسی زبان پر بھی ان کی حیرت انگیز تخلیقی دسترس ہے آج ہمارے ملک میں شاید چند ہی ایسے شعراء موجود ہوں جو فارسی اردو اور پنجابی تینوں زبانوں میں ان کی سی منزلت اور قدرت رکھتے ہیں وہ صرف ایک ممتاز و مشہور شاعر ہی نہیں بے حد محبوب و مقبول شاعر بھی ہیں ملک کا کوئی قابل ذکر ادبی میلہ ان کی شرکت کے بغیر ارباب ذوق کیلئے قابل قبول نہیں ہوتا اتنا مشہور و مقبول شاعر قابل تشریح تو ہو سکتا ہے محتاج تعارف ہر گز نہیں اب وہ شہرت و مقبولیت کے اس مقام پر ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے تذکرے سے اپنے تعارف کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں" (۷)

ان کے قطعات کے چوتھے مصرعے میں تضمین و تحریف کی صورت گری کے فنکارانہ نمونے عام ہیں اور اساتذہ کے کلام سے لیا گیا کوئی مشہور اور زبان زدعام مصرعے تمام قطعے میں ایسی برجستگی رنگا رنگی پیدا کر دیتا ہے کہ پڑنے والا اور سننے والا تادیر موضوع اور فن کی گرفت سے نکل نہیں سکتا مثلا

دل کی بیماری کے ایک ماہر سے پوچھا میں نے کل
ہر مریض لگتا ہے کیوں کر آدمی کی جان کو
ڈاکٹر صاحب نے فرمایا توقف کے بغیر
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو(۸)

اس طرح انور مسعود کا ایک اور مشہور قطعہ بھی قابل ذکر ہے جس میں مغربی دنیا پر طنز کیا گیا ہے:

لطف نظارہ ہے اسے دوست اسی کے دم سے
یہ نہ ہو پاس تو پھر رونق دنیا کیا ہے
تیری آنکھیں بھی کہاں مجھ کو دکھائی دیتیں
"میری عینک کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہی"(۹)

ایک اور جگہ فیملی پلاننگ پر چوٹ کرتے ہوئے انور مسعود اپنے جذبات و احساسات کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

شعبہ ضبط ولادت کا یہ مقصد ہے فقط
دل گرفتہ غمزدہ آزردہ جاں کوئی نہ ہو
پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیمار دار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو"

(خوشحال گھرانہ)(۱۰)

انور مسعود کی قطعہ نگاری پر ڈاکٹر طیب منیر لکھتے ہیں :

"قطعہ نگاری ایک مشکل فن ہے چار مصرعوں میں بات کو اس طرح سمیٹنا کے فنی تقاضے بھی مجروح نہ ہو اور بات کے تمام رخ ذائقے اور زاویے اپنی تمام بلاغتوں کے ساتھ قاری تک پہنچ جائیں ان (انور مسعود) کے ہاں چوتھے مصرعے کو بڑی اہمیت حاصل ہے پہلے تین مصرعے اخفائے راز کے طور پر آتے ہیں اور آخری مصرع افشائے راز کا آئینہ رار ہے بعض قطعات میں پہیلی اور کہہ مکرنی کا انداز اپنی جھلک دکھاتا ہے۔۔۔۔۔۔" (۱۱)

اردو شاعری کی سب سے مقبول صنف ہمیشہ غزل ہی رہی ہے صنف غزل اب عورتوں کے ساتھ بات چیت کی حدود پھلانگ کر حیات و کائنات کے تمام مسائل و موضوعات کا احاطہ کرتی ہے عشق حقیقی و مجازی، معاشرتی و سماجی رسوم و رواج، ملکی و عالمی سیاسی و ثقافتی حالات و واقعات وغیرہ جیسے وموضوعات اردو غزل کی وسعت نظری میں اضافہ کر رہے ہیں :

بقول ڈاکٹر عطش درانی :

"غزل کے ہر شعر میں ادراک ،احساس اور انسانی تجربہ موجود ہوتا ہے ایک غزل کے متنوع اشعار ہر رنگ کے قاری کو متاثر کرتے ہیں اس کے علاوہ غزل میں ایجاز و اختصار ایمائیت ،داخلیت تشبیہات استعارات ر و زمرہ اور محاورہ اس کا حسن اور زیور ہے غزل لفظ اور معنی کا حسین و لطیف اظہار ہے اس

میں جذبے کی سچائی نغمگی اور موسیقیت اس کے اعلی ہونے کا ثبوت ہوتی ہے اس کا ہر شعر تراشا ہوا نگینہ ہوتا ہے اس لئے غزل کہنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں اس میں الفاظ کی شان اور استاد انہ فن کا کوئی گزر نہیں اس کا اختصار ،توازن اور نغمہ گری بذات خود رنگینی ہے "(۱۲)

انو ر مسعود کی طنزیہ و مزاحیہ اردو شاعری میں غزل کا کافی عمل دخل ہے انہوں نے غزل میں قافیہ و ردیف کی جدت اور مضامین کے جداگانہ طرز سے احساس مزاح پیدا کیا ہے مشرقی اور مغربی تہذیبوں کے تقابل اور ٹکراؤ کے ساتھ جدت کی اندھا دھند تقلید پر طنز ان کی غزل میں نمایاں ہے ۔

معاشرے کی بے اعتدالیاں ان خصوصی ہدف ہیں اور ان پر طنز کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے ان کی طنزیہ و مزاحیہ غزل کا ایک نمونہ دیکھیے :

قیس بن عامر اور لیلی کی ماں
میری لیلی کو ورغلاتا ہے
تیرا مردہ خدا خراب کرے
سوکھ جائے تو بید کی مانند
کبھی تیرے نصیب ہوں نہ ہرے (۱۳)

مغربی دنیا کی منافقت کی پالیسی پر طنز کرتے ہوئے انور مسعو د لکھتے ہیں :

"قہقہہ وہ ہے جسے نچوڑیں تو اس میں سے آنسو ٹپکنے لگیں۔ میر ا مزاج مکئی کی طرح ہے جلنے لگتی ہے تو کھلکھلا اٹھتی ہے۔"(۱۴)

موجود دور میں بہت سے شعر ا ء کرام خالص قطعہ نگاری کے حوالے سے بہت مشہو ر ہوئے ان میں رئیس امر و ہوی (۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء تا ۲۲ستمبر۱۹۸۸) ، ظفر اقبال ، انور شعو ر ،وقار انبالوی(۲۲ جون ۱۸۹۶ء تا۲۶جون۱۹۸۸ء) اور انور مسعود کے نام خاص طو پر قابل ذکر ہے پر و فیسر انور مسعود کے بارے میں ڈاکٹر صدیقی شبلی خان نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

یوں تو موجو دہ عہد میں خالص قطعہ نگاری کے حوالے سے بڑے بڑے شعراء کرام کے نام آتے ہیں۔ لیکن میں انور مسعود اور باقی شعراء کے قطعات میں یوں فرق کرتا ہوں کہ انور کے قطعات آج کی تازہ خبر کے مصداق نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں ہمیشگی کا پہلو ظرافت کی کاٹ کے ان مٹ نقو ش ثبت کرتا ہو ا دلوں

میں گھر کر جاتا ہے۔

خورشید رضوی اپنے مضمون میں جو انہوں نے انور مسعو د کے بارے میں لکھا ، ایک جگہ اس طرح کہتے ہیں کہ

"انور اپنے شعر پر بڑی محنت کرتا ہے وہ فن میں One and ninty nine percent Percent Inspiration perspirationکا قائل ہے مگر اس کی محنت میں کمال یہ ہے کہ محنت نظر نہیں آتی اس کیFinishing ایسی ہے کہ خون پسینہ اس میں یکجان ہوتا ہے۔"(۱۵)

انور مسعود کی مزاحیہ شاعری کسی بھیڑ چال کی اکتاہٹ کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ مزاح ان کو مزاح کا ایک حصہ ہے۔لیکن اس کی نوعیت ذرا مختلف ہے۔بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کی نوعیت سنجیدہ ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میرا حال بادل کا سا ہے۔اس میں بجلی چمک جائے تو مسکراتا ہوا لگتا ہے۔اور جب برسنے لگے تو روتا ہو ا لگتا ہے ا ن کو اسی انداز کی نمائندگی کرتا ہو یہ شعر بہت مشہو ر ہے۔

بڑے نمناک سے ہوتے ہیں انور قہقہے تیرے
کوئی دیوار گریہ ہے تیرے اشعار کے پیچھے(۱۶)

انور مسعو د نے اپنے عہد کی صورت حال کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا اور اسے نہایت خوبصورتی سے اپنے قطعات میں بیان کیا جنرل ایوب خان کے دور میں ایک عید کے موقع پر رویت ہلال کا مسئلہ خاصی نزاعی صورت اختیار کر گیا تھا۔علماء کی رائے سرکار عالی کی رائے کے بالکل برعکس تھی۔اس وقت اس اختلاف سے بڑا بحران پیدا ہو گیا تھا۔اس موقع پر انور مسعو د ایک قطعہ کہا تھا۔جس میں اس معاشرتی صورت حال کو طنز کا ہدف قراردیا تھا۔انور مسعود کا کہنا تھا۔کہ یورپ کے لوگ ترقی کر کے مریخ تک جا پہنچے ہیں اور اہم ابھی تک چاند کے مسئلے پر اختلاف کر رہے ہیں۔

چاند کو ہاتھ لگا آئے ہیں اہل ہمت
ان کو یہ دھن ہے کہ اب جانب مریخ بڑھیں
ایک ہم ہیں کہ دکھائی نہ دیا چاند ہمیں
ہم اسی سوچ میں ہیں عید پڑھیں یا نہ پڑھیں (۱۷)

اسی طرح مہذب یافتہ نوجوان پہ چوٹ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج کا نوجوان یورپی تہذیب کا دلدادہ ہے اسے مشرقی ثقافت اور تہذیب تمدن سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔وہ تو سوکھے دودھ والے ڈبے سے بڑا ہوا ہے۔

بھینس رکھنے کا تکلف ہم سے ہو سکتا نہیں
ہم نے سوکھے دودھ کا ڈبا جو ہے رکھا ہوا
گھر میں رکھیں غیر محرم کو ملازم کس لئے
کام کرنے کے لیے ابا جو ہے رکھا ہوا(۱۸)

انور مسعودنے "قطعہ کلامی" کے قطعات میں معاشرے کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور ہر مسئلہ کو اس دلکشی سے بیان کیا کہ جس میں مزاح اور طنز دونوں کی چاشنی گھل گئی ہے۔اور یہ بڑے مزاحیہ شاعری کی خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنی بات کو ایسے بیان کرے کہ پڑھنے والے یا سننے والے نہ صرف ہنسیں بلکہ انہیں اس بات کا احساس بھی ہو جائے کہ یہ کس معاشرتی و سیاسی مسئلے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کچھ عرصہ قبل ٹیلی ویژن پر ایک اشتہار ڈالڈا کا نشر ہوتا رہا تھا جسے انور مسعود نے خود ہی محسوس کیا ور ایک قطعہ بھی تحریر کیا

نصیبوں میں یہ دور بھی دیکھنا تھا
خدا جانے دنیا کو کیا ہو گیا ہے
کہ ماں کی محبت بھی خالص نہیں اب
جہاں مامتا ہے وہاں ڈالڈا ہے(۱۹)

آج کل کے جدید دور میں انسان کا زندگی کی گاڑی چلانا بہت مشکل ہو گیا ہے ترقی پذیر اور تیسری دنیا کے ملک ہونے کے ناتے ہم غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں انور مسعود اس حوالے سے چوٹ کرتے ہیں

تبصرے ہوں گے مرے عہد پہ کیسے کیسے
ایک مخلوق تھی میراث رواں چھوڑ گئی
پھونکتی رہتی تھی پٹرول بھی تماکو بھی
ہائے کیا نسل تھی دنیا میں دھواں چھوڑ گئی(۲۰)

دنیا ایک گلوبل ولیج کی صورت اختیا ر کر رہی ہے دنیا کی مختلف تہذیبیں آپس میں مد غم ہو رہی ہیں جس سے ایک نئی تہذہب معرض وجو د میں آ رہی ہے ہر ملک کو اپنی تہذیب اور کلچر بچانے کی فکر ہے ہماری نسل پرانی اقدار اور اپنے کلچر کو منوں مٹی میں دبا چکی ہے اور مہذب سے دور ہوتی جا رہی ہے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے نظریات کو برداشت کرنے کی قوت ہم میں ختم ہوتی جا رہی ہے مغربی تہذیب اور کلچر کے بارے میں انور مسعو د کی رائے کچھ یو ں ہے کہ

اپوا کی پر خلوص مساعی کے باوجود
اب تک ہے ایک رویہ پسماندگی یہاں
انور مجھے تو فکر ثقافت نے آ لیا
باپردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں (۲۱)

شعر میں اسلوب اظہار کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور انور مسعود کے فن میں ہنر مندی اور پالش کاری کی جو سند رتا اور جلا نظر آتی ہے وہ جو ہران کی ذاتی زندگی کی عطا ہے انور مسعود لفظ کو زندگی کی توا نائی سمجھتے ہیں اور وہ زبان و بیان میں اپنا منفرد انداز رکھتے ہیں جس کا اندازہ ان کے چند واقعات سے ہو تا ہے کہ کیسے ایک لفظ کے دو معنی سے انہوں نے مزاح پیدا کیا ہے مثلا بٹن کا یہ لفظ ان کے قطعے میں کیسے طنز و مزاح کا نشتر بن گیا۔

مزاح نگاری کا ایک خوبی زبان وبیان سے مزاح پیدا کرتا ہے اس سلسلے میں مزاح نگار رعایت لفظی سے کام لیتا ہے اور انور مسعود کا یہی کمال ہے کہ انہوں نے اپنے قطعات میں زبان وبیان کا ایسای انداز اپنا ہے جو ان کے اسلوب اظہار کوایسے ظاہر کرتا ہے جوان کی ذاتی زندگی کا جوہر ہے ۔

بعض اوقات مزاح نگار زندگی کی روانی میں اچانک پیش آنے والے ناہموار واقعات کے ذریعے سے بھی مزاح پیدا کرتا ہے چونکہ انور مسعود نے عام انسانوں کے درمیان زندگی بسر کرنے ان کا بچپن نہایت عسرت میں گزرا اور وہ نا مساعد حالات کا شکار رہے انور مسعود نے ا س دوران پیش آنے والے واقعات کو اپنے اشعار میں ایسے ڈھالا کہ یہ ان کی زندگی کا حصہ بن گئے۔

انور مسعود لفظ کی توانائی کی زندگی کی سب سے بڑی خوبی سمجھتے ہیں اور الفاظ کے ردوبدل سے ایسے مضحکہ خیز صورت حال پیدا کر دیتے ہیں جس سے نہ

صرف مزاح پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک طنز بن جاتا ہے اور یہ ہی ان کا کمال ہے کہ وہ ایسے لفظ کا استعمال کرتے ہیں کہ قاری اس میں کھو کر رہ جاتا ہے

مزاج نگار بعض اوقات تحریف نگاری کے ذریعے سے بھی مزاح پیدا کرتا ہے جس میں کسی شعر یا ادیب کے کلام کو الفاظ کے ردو بدل سے مضحکہ خیز بنایا جاتا ہے تحریف کا مقصد نہ تو محض اصلاح ہے اور نہ ہی محض تفریح بلاکہ مزاج نگار اور طنز نگاردونوں اس کا استعمال اپنے اپنے انداز میں کرتے ہیں مزاح نگار جہاں اس سے آسودگی حاصل کرتے ہیں وہاں طنز نگار معاشرے کی ناہمواریوں کا اپنا موضوع بناتا ہے۔

انور مسعود کی مزاحیہ شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ دل کو آسودگی اور دماغ کو دانائی دیتی ہے وہ زندگی کے سفر کو ہلکا بھی کرتی ہے اور شدائد کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ بھی عطا کرتی ہے۔

انور مسعود کی کتاب قطعہ کلامی کا جائزہ لینے سے ان تمام مزح کے حربوں کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے انور مسعود نے کس خوبی سے سبزی کو گھاس سے تشبیہ دی ہے کہ

چارہ جوئی کہ ضرورت ہے بنی آدم کو
یہ بھی ایجاد کرے گی ہمیں معلوم نہ تھا
گھاس کا ذائقہ سبزی میں چلا آیا ہے
کھاد برباد کر ے گی ہمیں معلوم نہ تھا(۲۲)

انگریزی کی نگالی میں ہماری مائیں بھی انگریزی تہذیب و تمدن پر عمل کرنے میں لگی ہوئی ہیں ہر ماں اپنے اپنے بچے کو انگریز بنانا چاہتی ہے ہمارا معاشرہ اپنی اقدار اور ثقافت کو یکسر بھول چکا ہے وہ یورپ کی اندھا دھند تقلید میں لگا ہوا ہے اس حوالے سے انور مسعود کہتے ہیں

ملتی نہیں نجات پھر اس سے تمام عمر
اچھی نہیں یہ چیز ذہن میں دھنسی ہوئی
انگلش کی چوسنی سے ضروری اجتناب
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی(۲۳)

ایک اور قطعہ میں اس طرح اپنے خیالات کا اظہار فردوس برین سے نکالے جانے پر انور مسعو د لکھتے ہیں:

اے کاش نہ دیتا مرے اجداد کو دھوکا
وہ دشمن دیرینہ د مردود کہیں کا
بے دخل کیا دانہ گندم نے وگرنہ
میں صاحب میراث تھا فردوس بریں کا(۲۴)

تحریف نگار بھی مزاح نگاری کی ایک خوبی ہے جس میں کسی شاعر یا ادیب کے کلام میں ردوبدل کر کے مزاح پید اکیا جاتا ہے اور مسعود نے بھی اپنے قطعات میں بعض اردو کے نامور شعراء کے مصرعوں استعمال کیا ہے اور تحریف نگاری کی اس خوبی کے ذریعے اپنے قطعات میں دلکشی پیدا کر دی ہے اور ایک شاعر کے کلام کو تو دوسرے شاعر کے کلام سے اس طرح ملا دیا ہے

کبھی لاشعود کی رو چلی ہے تو حرکتیں بھی عجیب ہوئیں
کبھی یوں بھی ہم نے ملا دیا ہے اساتذہ کے کلام کو
"جو میں سربسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا"
"کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو"(۲۵)

قطعہ کلامی کے قطعات کے بارے میں انور مسعود کے پروفیسر چوہدری فضل حسین کی رائے یہ ہے کہ ان قطعات میں انور نے بزرگوں کے زبان زد عام مصرعوں اور ضرب الامثال پر تضمینوں کا جادو جگا کر پر لطف چابکدستی سے ہماری معاشرتی معاشی اور نظریاتی کج اندیشیوں کے پردے چاک کرنے کے علاوہ اصلاح احوال اور راست فکر ی کے ایک نئے اسلوب بھی روشناس کرایا ہے

غالب کے اشعار کا خوبصورت استعمال انور مسعود نے اپنے قطعات میں کیا ہے اور غالب کی زمین کو نہایت دلکشی سے نئے معنی دے دیئے ہیں جس کی مثال ان کے یہ چند قطعات ہین جن میں طنز ومزاح دونوں انداز میں محسوس کیا جا سکتا ہے

اک غبارستان برپا کر گئی ہیں موٹریں
گرد کی موجیں اٹھیں اورطوفان ہو گئیں
راہرو جتنے تھے سب آنکھوں سے اوجھل ہو گئے

"خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں"(۲۶)

انور مسعود کہتے ہیں :

"ادائیگی میں تاثیر اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب لہجے میں لہو کی دھار شامل ہوتی ہے"(۲۷)

ایک اور جگہ انور مسعود کہتے ہیں :

"میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مزاح کی تیز ڈھلوان پر اس نے مجھے بازاریت او ناشائستگی کی لغزش سے محفوظ رکھا افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگوں نے مزاح کو مذاق سمجھ رکھا ہے حالانکہ اس کے پس منظر میں گھنی سنجیدگی کار فرما ہوتی ہے۔"(۲۸)

انور مسعود کے دوست خورشید رضوی نے انور مسعود کی کتاب قطعہ کلامی کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ

"قطعہ گوئی میں انور کا مقام اپنی جگہ منفرد ہے جس کا عکاس اس کا مجموعہ قطعہ کلامی ہے انور کے قطعے میں ہماری کلاسیکی فنی روایت کا رچاؤ اور زبان کی سجاوٹ کا وہ اہتمام ملتا ہے جو اب مفقود ہوتا جا رہا ہے اور طنز کی تیز دھار اس قدر تیز ہوتی ہے جس کے گلے پر پھرتی ہے اسے بھی مزا ہی آتا ہے ۔"
(۲۹)

اسلم سراج الدین انور مسعود کی شاعری کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"انور مسعود کی شاعری گنبد کے ٹوٹنے کا مژدہ ہے اسے پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ ہم کھلے میں آ گئے ہیں بے تحاشا بہت آکسیجن پھیپھڑوں میں بھر کر گرد و پیش کی سادہ بے حد معمولی بغاوت مٹی کے سوندھے پن میں رچی اشیاء سے ٹوٹ کر پیار کرنے کو جی چاہتا ہے۔"(۳۰)

سید ضمیر جعفری کی رائے انور مسعود کی شاعری کے بارے میں یہ ہے کہ

"میرے نزدیک انور مسعود کی فکاہیہ شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس سے دل کو آسودگی اور دماغ کو دانائی ملتی ہے وہ زندگی کے سفر کو ہلکا بھی کرتی ہے اور شدائد کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ بھی

دیتی ہے ۔"(۳۱)

ہمارا معاشرہ یورپی تہذیب و تمدن کو اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور اپنے آپ کو کلچرڈ سمجھتا ہے

توانائی ہے اور پُھرتی ہے جس کے دست و بازو میں
پلیٹ اس کی ہے چمچہ اس کا ہے ڈونگا اسی کا ہے
یہ ہوفے ہے یہاں کوتاہ دستی میں ہے محروی
جو خود بڑھ کر اٹھا لے ہاتھ میں مرغا اسی کا ہے (۳۲)

انور مسعود مغربی تہذٰیب کی دی ہوئی کچھ ایسی سوغاتوں کا ذکر بھی کرتے ہیں جن کا بخار تاحال اہل مشرق کے دماغوں سے اتر نہیں رہا۔

حوالہ جات

۱۔ کلیم اختر، جہان ظرافت، لاہور، مقبول اکیڈمی، 1995، ص374

۲۔ انور مسعود، مشمولہ: اردو پنچ، شمارہ18، ص164

۳۔ انور مسعود، مشمولہ: اردو پنچ، شمارہ26، ص163

۴۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر: اردو شاعری اور پاکستانی معاشرہ، لاہور: الوقار پبلی کیشنز 2007ص281-282

۵۔ انور مسعود، قطعہ کلامی، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز1999

۶۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر: اردو شاعری اور پاکستانی معاشرہ، ص281-282

۷۔ انور مسعود، قطعہ کلامی، عاقب پبلشرز اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز1999ص11

۸۔ ایضاص24

۹۔ ایضاص37

۱۰۔ ایضا ص67

۱۱۔ طیب منیر، انور مسعود کی قطعہ کلامی، دوبئ مجلہ مشاعرہ زندہ دلاں بااعزاز انور مسعود 1994 ص74

۱۲۔ رسالہ "چہارسو"مضمون" حال مست قلندر"خورشید رضوی ص34

۱۳۔ رسالہ "چہارسو"مضمون" انور مسعود ص13

۱۴۔ انور مسعود ، قطعہ کلامی ،عاقب پبلشرز اسلام آباد، دوست پبلی

کیشنز1999ص18-19
۱۵۔ ایضا ص88
۱۶۔ ایضا ص34-35
۱۷۔ ایضا ص101
۱۸۔ ایضا ص77
۱۹۔ ایضا ص48
۲۰۔ ایضا ص54
۲۱۔ ایضا ص46
۲۲۔ ماہنامہ "چہار سو-"ص37
۲۳۔ انور مسعود ،قطعہ کلامی، عاقب پبلشرز اسلام آباد،د وست پبلی کیشنز،1999ص59
۲۴۔ ایضا ص66
۲۵۔ ایضاص82
۲۶۔ ایضاص89
۲۷۔ ایضا ص92
۲۸۔ ایضا ص126
۲۹۔ ایضا ص137
۳۰۔ ایضا ص139
۳۱۔ ایضا ص19
۳۲۔ ایضا ص23